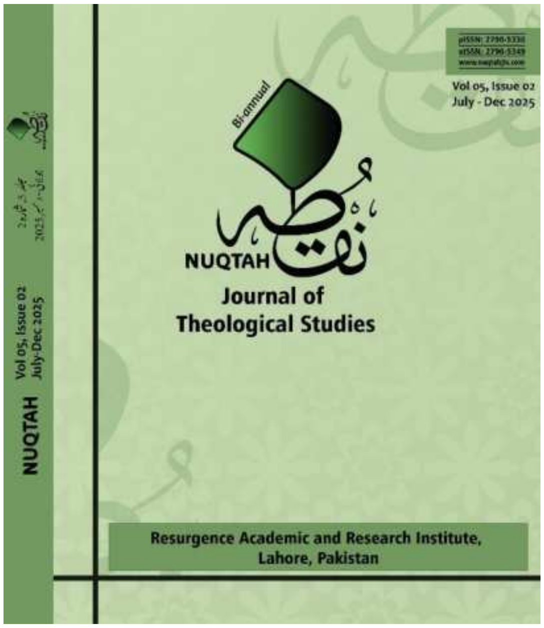

Nuqtah Journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages : English, Urdu, Arabic

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published by

Resurgence Academic and Research Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

صلح کے کثیر الجہتی اثرات: صحیح احادیث کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Multidimensional Impacts of Reconciliation (Sulh): In the Light of Authentic Hadith – An Analytical Study

Fraz Ahmed
Phd Scholar, Department of Hadith. The Islamia University of Bahwalpur
Email frazpu1@gmail.com

Dr Muhammad Zahid Zaheer
Lecturer, Department of Hadith, The Islamia University of Bahwalpur
Email zahid.zaheer@iub.edu.pk

Published online: 15 Dec, 2025

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

Abstract

This study explores the multidimensional impacts of reconciliation (Sulh) in the light of Sahih Hadith, highlighting its religious, social, and economic significance. Linguistically, Sulh denotes peace and the resolution of disputes, while in Islamic jurisprudence it refers to a contract established to end conflicts through mutual consent. The essential elements of Sulh include offer (Ijab) and acceptance (Qubool), and its validity requires the parties to be sane, mature, and competent. Religiously, Sulh promotes harmony, brotherhood, and ethical conduct among individuals, emphasizing the correction of personal and communal relations. The Prophet Muhammad ﷺactively participated in reconciliation efforts, demonstrating principles such as impartiality, prompt action, and the preservation of justice and Shariah, as confirmed in authentic Hadith. Socially, Sulh fosters unity, cooperation, and trust, mitigating envy, hatred, and social discord. Economically, reconciliation ensures fair trade, eliminates financial disputes, and strengthens economic stability by promoting honesty, the prohibition of usury, and the proper use of wealth through charity. Overall, Sulh emerges as a comprehensive mechanism for personal, social, and economic well-being, reflecting the teachings of authentic Hadith on peace, justice, and communal harmony.

Keywords: Sulh (Reconciliation), Islamic Jurisprudence, Prophetic Example, Economic Stability, Ethical Conduct

اسلام کی بنیادی تعلیمات میں صلح، امن اور باہمی مفاہمت کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ صحیحہ احادیث کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ ہادی عالم ﷺ نے نہ صرف اپنے قول سے بلکہ اپنے عملی نمونے کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ صلح ایک وقتی حکمتِ عملی نہیں بلکہ ایک ہمہ جہتی اصلاحی اصول ہے جو فرد، معاشرہ اور بین الاقوامی تعلقات، تینوں سطحوں پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ ان احادیث میں صلح کا مفہوم محض جنگ سے باز رہنے تک محدود نہیں؛ بلکہ یہ دلوں کے میل کو ختم کرنے، اجتماعی امن کی بنیاد رکھنے، ظلم وزیادتی کے دروازے بند کرنے، سماجی ہم آہنگی پیدا کرنے، اور دشمنی کو دوستی میں بدلنے جیسے مثبت اور دیرپا مقاصد کا مجموعہ ہے۔ سرور کائنات ﷺ کی حکمت عملی میں صلح کا کردار نہایت باریک، وسیع اور متوازن دکھائی دیتا ہے؛ کبھی صلح معاشرتی اصلاح کا ذریعہ بنتی ہے، کبھی سیاسی حکمت کا سرا، کبھی معاشرتی عدل وامن کا ضامن، اور کبھی اخلاقی تربیت کا محور، اسی لیے صحیح احادیث کے تجزیاتی وموضوعاتی مطالعے سے ہمیں صلح کے متعدد جہات؛ دعوتی، اخلاقی، سماجی، سیاسی، قانونی اور انسانی، کے ایسے پہلو سامنے آتے ہیں جو آج کے جدید معاشروں کے لیے بھی رہنمائی کا سرچشمہ بن سکتے ہیں۔ یہی کثیر الجہتی اثرات اس تحقیق کا مرکزی محرک اور علمی محور ہیں، جنہیں منظم، جامع اور تحقیقی منہج کے ساتھ پیش کرنا اس مطالعے کا بنیادی مقصد ہے۔

صلح کے لغوی واصطلاحی مفاہیم:

i. اسماعیل بن حماد اپنی کتاب الصحاح للجوھری میں فرماتے ہیں کہ

"والصُّلْحُ: نقيضُ الفسادِ".([1])

صلح فساد کی ضد ہے، یعنی درستگی اور خیر کا قیام۔

ii. محمد الحسيني، معجم مفاهيم اللغة میں رقم طراز ہے کہ

"الصُّلح: الاتفاق بعد الخصومة وإزالة الفساد".([2])

صلح جھگڑے کے بعد باہمی اتفاق اور فساد کے خاتمے کو کہتے ہیں۔

iii. الخليل بن أحمد الفراهيدي كتاب العين میں فرماتے ہیں کہ

"الصَّلاح: ضدُّ الفساد، وصَلُحَ الشيءُ: حَسُنَ واستقام".([3])

صلاح اور صلح فساد کی ضد ہیں، یعنی چیز کا سیدھی حالت پر آجانا۔

iv. راغب اصفہانی مفردات ألفاظ القرآن میں لکھتے ہیں کہ

"الصلاح كونُ الشيءِ على ما ينبغي، والصلح إزالةُ الفساد بين الناس".([4])

صلاح سے مراد چیز کا درست حالت میں ہونا، اور صلح سے مراد لوگوں کے درمیان فساد کا خاتمہ ہے۔

v. امام زبیدی تاج العروس میں رقم طراز ہیں کہ

"الصُّلْحُ: الاتفاق بعد الخصام، وهو نقيض الفساد".([5])

صلح خصومت کے بعد اتفاق اور نزاع کے خاتمے کا نام ہے۔

vi. القاموس المحيط للفيروزآبادي لکھتے ہیں۔

"وصَلُحَ الشيءُ صَلاحًا: زالَ فسادُه واستقام".([6])

کسی چیز کا صلح ہونا یعنی اس کا فساد دور ہو کر سیدھا ہو جانا۔

vii. ابن منظور افریقی لسان العرب میں صلح کا معنی بیان کرتے ہیں کہ

"الصُّلْحُ نقيضُ الفسادِ، وصَلُحَ الشيءُ: استقامَ بعد اعوجاجٍ".([7])

صلح فساد کی ضد ہے اور چیز کے درست، سیدھی اور بھلی حالت میں آنے کو صلح کہتے ہیں۔

صلح کے اصطلاحی مفہوم

i. امام جرجانی کے بقول:

"الصُلْحُ هو التوافق بين الناس على إزالة النزاع وتحقيق المصلحة الشرعية".[8] صلح وہ شرعی اور فقہی عمل ہے جس میں فریقین باہمی اتفاق کرتے ہیں تاکہ اختلافات، نزاع یا دعوے ختم ہوں اور شرعی مفاد حاصل ہو۔

ii. شمس الدین التبریزي اپنی کتاب کشاف اصطلاحات الفنون میں صلح کی اصطلاحی معنی بیان کرتے ہیں کہ

"الصُلْحُ عقد يهدف إلى إزالة الخلاف بين الأطراف وتحقيق العدل والإصلاح".[9] صلح ایک معاہدہ ہے جس کا مقصد فریقین کے درمیان اختلافات ختم کرنا اور عدل و انصاف قائم کرنا ہے۔

الماوردي الاحکام السلطانیۃ میں رقم طراز ہیں کہ

"الصُلْحُ ما ينجز بين الخصمين من الحقوق لتسوية النزاع وتحقيق المصلحة العامة".[10] صلح فریقین کے درمیان ایسا عمل ہے جو حقوق کو متوازن کر کے نزاع کو ختم کرے اور عوامی مفاد کو یقینی بنائے۔

iii. محمد بن احمد القرافي النکت علی ابن القیم میں صلح کو بیان کرتے ہیں کہ

"الصُلْحُ اتفاق بين الأطراف على ترك القتال والخصومة بما يرضي الشريعة".[11] صلح وہ اتفاق ہے جس میں فریقین جنگ اور نزاع چھوڑ کر شریعت کے مطابق باہمی رضامندی اختیار کرتے ہیں۔

iv. ابن عبد البر الاستذکار میں رقم طراز ہیں کہ

"الصُلْحُ وسيلة لتحقيق السلام ورفع الظلم بين الناس".[12] صلح ایک ایسا ذریعہ ہے جو لوگوں کے درمیان امن قائم کرے اور ظلم و نزاع کو ختم کرے۔

ارکان صلح:

صلح کے بنیادی طور پر تین ارکان مانے جاتے ہیں، جن کے بغیر کوئی بھی صلح کا معاہدہ وجود میں نہیں آسکتا۔

1۔ **عاقدین:** وہ دونوں فریق جن کے درمیان جھگڑا ہے اور وہ صلح کر رہے ہیں۔ (مدعی اور مدعا علیہ)

2۔ **مصالح عنہ:** وہ حق یا دعویٰ جس پر صلح کی جا رہی ہے (مثلاً قرض، جائیداد، یا کوئی حق)

3۔ **صیغہ:** وہ الفاظ جو صلح کے معاہدے کو ظاہر کرتے ہیں (ایجاب اور قبول، جیسے "میں نے یہ معاملہ طے کر لیا" اور دوسرا فریق کہے: "میں نے قبول کیا۔"[13])

صلح میں ایجاب و قبول سے متعلق کنٹریکٹ ایکٹ 1872 میں مذکور ہے:

(a) When someone signifies his willingness to another to do or to abstain from doing anything, with a view to obtaining the assent of that other to such act or abstinence, he is said to make a proposal

(b) When the person to whom the proposal is made signifies his assent thereto, the proposal is said to be accepted. A proposal, when accepted becomes a promise

(c) The person making the proposal is called promisor and the person accepting the proposal is called promisee.([14])

اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کو کسی کام کے کرنے یا اس کام سے اجتناب کرنے سے متعلق اپنی مرضی بتائے تاکہ اس کام کے کرنے یا نہ کرنے میں اس کی رضامندی حاصل کرے تو یہی شخص ایجاب کرنے والا کہلائے گا۔ اور جس شخص پر ایجاب پیش کیا جاتا ہے اور وہ اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہے تو اس کو ایجاب کا قبول کرنا کہتے ہیں۔ ایجاب جب قبول ہو جائے تو وہ عہد اور وعدہ بن جاتا ہے۔ ایجاب پیش کرنے والے کو پرومسر عہد لینے والا اور ایجاب کو قبول کرنے والے کو پرومسی عہد قبول کرنے والا کہتے ہیں۔

صلح کی شرائط:

صلح کے معاہدے کو شرعی طور پر جائز (صحیح) قرار دینے کے لیے مندرجہ ذیل عمومی اور خصوصی شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے:

الف۔ عاقدین (فریقین) سے متعلق شرائط:

i. دونوں فریق عاقل (سمجھدار) اور بالغ ہوں، یا اگر بالغ نہ ہوں تو ان کے سرپرست (ولی) معاملات کو انجام دیں۔ دوسرے الفاظ میں، وہ اپنے مالی معاملات میں تبرع (بغیر عوض کے مال دینے) کی اہلیت رکھتے ہوں۔

ii. صلح جبراً نہیں بلکہ فریقین کی آزاد اور مکمل رضامندی سے ہونی چاہیے۔ زبردستی کی گئی صلح شرعاً باطل ہوگی۔([15])

ب. مصالح عنہ (دعویٰ) اور مصالح بہ (عوض) سے متعلق شرائط:

i. جس حق یا دعویٰ پر صلح کی جا رہی ہے (مصالح عنہ) اور جو بدلہ دیا جا رہا ہے (مصالح بہ)، دونوں صریحاً معلوم اور متعین ہوں، تاکہ بعد میں پھر کوئی تنازعہ پیدا نہ ہو۔

ii. وہ چیز جس پر صلح کی جا رہی ہے، وہ شرعی طور پر صلح کے قابل ہو (مثلاً کسی حرام چیز کی صلح جائز نہیں)۔

iii. صلح ایسی چیز پر ہو جو مال ہو یا مالی حقوق ہوں۔ حقوقِ حدود اور قصاص میں صلح کی شرائط مختلف ہیں۔

iv. دیا جانے والا عوض (مصالح بہ) شرعاً حلال اور جائز ہو۔(16)

ج۔ ایجاب و قبول سے متعلق شرائط:

i. صلح کے الفاظ (ایجاب و قبول) واضح اور دوٹوک ہوں، جن سے پچھلا نزاع ختم ہونا اور نیا معاہدہ ہونا ظاہر ہو۔

ii. ایجاب (Offer) کے فوراً بعد قبول (Acceptance) ہونا ضروری ہے۔(17)

د. سب سے اہم شرعی شرط (قرآن و حدیث کی روشنی میں):

صلح کی سب سے بنیادی اور لازمی شرط یہ ہے کہ وہ حلال کو حرام نہ کرے اور حرام کو حلال نہ کرے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: "الصلح جائز بین المسلمین إلا صلحًا حرم حلالًا أو أحل حرامًا" (18) (مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے سوائے اس صلح کے جو حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال کرے)

صلح کا معاہدہ دیگر مالی معاہدوں (جیسے بیع یا ہبہ) کی طرح ہی ہوتا ہے۔ چونکہ صلح کا مقصد جھگڑا ختم کرنا اور قلبی سکون لانا ہے، اس لیے تمام شرائط کا مقصد یہ ہے کہ صلح کا معاہدہ ایک ایسی بنیاد پر ہو جو شرعی، قانونی اور اخلاقی لحاظ سے مضبوط ہو۔ معاہدہ صلح سے متعلق کنٹریکٹ ایکٹ میں لکھا ہے:

Who are competent to contract: (Every person, who is of the age of majority according to the law to which he is subject, and who is of sound mind, is competent to contract). (19)

کون سا شخص کنٹریکٹ کا اہل ہے؟ ہر بالغ اور عاقل شخص کنٹریکٹ کا اہل ہے، جو متعلقہ مروجہ قوانین کے مطابق بالغ ہو۔

بعض اوقات عقلی طور پر معذور رہنے والے یا نشہ والے شخص کی صلح جائز ہے۔(20)

چنانچہ کنٹریکٹ ایکٹ 1872 میں لکھا ہے:

What is a sound mind, for the purposes of contract: A person is said to be of sound mind, for the purpose of making a contract if, at the time when he makes it, he is capable of understanding it and of forming a rational judgment as to its effect upon his interests. A person, who is usually of unsound mind, but occasionally of sound mind, may make a contract when he is of sound mind (21)

کنٹریکٹ کرنے کے لیے عاقل ہونے سے مراد کیا ہے؟ ایک آدمی کوئی معاہدہ کرنے کے لیے اہل اس وقت سمجھا جائے گا جس وقت وہ کنٹریکٹ کر رہا ہو تو اس معاہدے کو جانچنے کا اہل ہو اور اس کنٹریکٹ کے نفع ونقصان کا عقلی طور پر جائزہ لے سکتا ہو۔ ایک شخص جب عموماً ذہنی طور پر معذور ہو اور کبھی کبھی اس کا عقل کام کرتا ہو۔ تو وہ شخص اس وقت ایک کنٹریکٹ کر سکتا ہے جس وقت اس کا عقل کام کرتا ہو۔

صلح کے کثیر الجہتی اثرات؛ احادیث صحیحہ کی روشنی میں

انسانی زندگی باہمی تعلقات، تعاون اور رواداری پر قائم ہے، اور اگر برداشت اور عفو کا جذبہ ختم ہو جائے تو اختلافات دشمنی اور انتشار کا سبب بن جاتے ہیں۔ اسلام نے جنگ و جدال کے بجائے صلح و مفاہمت کو سب سے مؤثر راستہ قرار دیا ہے۔ صلح صرف جھگڑوں کا خاتمہ نہیں بلکہ دلوں کو قریب لانے، دشمنی کو دوستی میں بدلنے، معاشرتی امن قائم کرنے، اور انسانی زندگی میں ہم آہنگی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے: صلح بہتر ہے، اور نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان صلح کو ایمان، اخوت اور تقویٰ سے تعبیر کیا، سوائے اس صلح کے جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر دے۔ یہی اصول آج کے دور میں امن، استحکام اور انسانی اقدار کے تحفظ کے لیے انتہائی اہم ہیں، اور اس مطالعہ کا مقصد صلح کے دینی، سماجی، اخلاقی، معاشی اور سیاسی اثرات کو واضح کرنا ہے۔ صلح کے اثرات صرف ایک پہلو تک محدود نہیں ہوتے، بلکہ صحیح احادیث کی روشنی میں صلح کے اثرات کثیر الجہتی یعنی متعدد، متنوع اور باہمی مربوط ہوتے ہیں۔ ذیل میں صلح کے وہ تمام اہم اثرات بیان کیے جا رہے ہیں جو حدیثی ذخیرے میں نمایاں نظر آتے ہیں:

1۔ دینی وروحانی اثرات:

صلح کے بعد جب بندے کے دل سے کینہ و بغض اور عداوت کی تاریکی رخصت ہوتی ہے تو روح کی دنیا میں ایک انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ یہ وہ مقدس لمحہ ہے جب انسان اپنے اندر کی زنجیروں کو توڑ کر رحمتِ الٰہی کی وسعتوں میں پرواز کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ صلح کے دینی وروحانی اثرات کے بارے میں صحیح احادیث درج ذیل ہیں:

- **صلح سے دلوں سے کینہ، بغض اور عداوت کا خاتمہ:**

صلح سب سے اعلیٰ عمل ہے۔ حضرت ابو درداءؓ سے مروی ہے کہ؛

"قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: اَلا اُخبِرُکُمْ بِاَفضَلَ من دَرجةِ الصِّيامِ والصَّلاةِ والصَّدَقةِ، قالوا: بلى، قال: صلاحُ ذاتِ البَيْنِ، فإنَّ فسادَ ذاتِ البَيْنِ هي الحالقةُ"۔ هذا حديثٌ صحيحٌ، ويُرْوَى عن النبيِّ ﷺ أَنَّهُ قال: «هي الحَالقةُ، لا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ، ولكنْ تَحْلِقُ الدِّينَ۔"[22]

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں روزہ، نماز اور صدقہ کے درجے سے بھی بہتر (عمل) نہ بتاؤں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: کیوں نہیں (ضرور بتائیے)! آپ ﷺ نے فرمایا: باہمی صلح کرانا۔ کیونکہ باہمی تعلقات کی خرابی (بغض وعداوت) تو مونڈ دینے والی چیز ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے، اور نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: یہ (بغض) مونڈ دینے والی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بال مونڈتی ہے، بلکہ یہ دین مونڈ دیتی ہے۔)

یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ صلح دلوں کے بگاڑ، کینہ، عداوت، بغض کو ختم کرنے کا سب سے اعلیٰ ذریعہ ہے۔

- **اللہ کی طرف سے رحمت ومغفرت کے دروازے کھلنا:**

اللہ کی رحمت اُن پر نازل ہوتی ہے جو ایک دوسرے سے صلح کریں۔ حدیث مبارکہ ہے:

"قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، إِلَّا امْرَءً كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ"[23]

(ہر پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، مگر جس کے دل میں اپنے بھائی کے خلاف کینہ ہو، اس کی مغفرت روک دی جاتی ہے۔) یہ حدیث بتاتی ہے کہ صلح ومعافی اللہ کی مغفرت اور رحمت کا ذریعہ ہے۔

- **باہمی ناراضی شیطان کی آگ ہے۔ صلح اس آگ کو بجھا دیتی ہے:**

شیطان باہمی قطع تعلق کو پسند کرتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَهَاجَرُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا"[24]

(آپس میں تعلق نہ توڑو، پیٹھ نہ پھیرو، بغض نہ رکھو، بلکہ اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔)

شیطان کا سب سے بڑا مقصد مسلمانوں کے درمیان دشمنی ڈالنا ہے۔ صلح اس دشمنی کو ختم کر کے شیطانی آگ کو بجھا دیتی ہے۔

- **صلح کے ذریعے رحمت کا نزول**

اللہ کی رحمت اُن کے ساتھ ہے جو دل صاف رکھتے ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ"[25]

(دو مسلمان تین دن سے زیادہ قطع تعلق نہ رکھیں، اور دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے صلح کرے۔)

سبقتِ صلح رحمت وبرکت کا سبب بنتی ہے۔ قطع تعلق اللہ کی رحمت کو روکتا ہے، جیسا کہ دوسری احادیث میں مذکور ہے۔

- **شیطان دشمنی ڈالنے کی کوشش کرتا ہے؛ صلح اس کو ناکام بناتی ہے:**

شیطان دشمنی کے لیے کوشش کرتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ" ([26])

(شیطان عرب کے نمازیوں سے عبادت کا لالچ چھوڑ چکا ہے، لیکن وہ ان کے درمیان دشمنی ڈالنے پر لگا رہتا ہے۔)

دشمنی شیطان کا وار ہے۔ صلح اس وار کو توڑ دیتی ہے۔ صحیح احادیث کے مطابق صلح کے دینی و روحانی اثرات یہ ہیں: کینہ و بغض ختم ہوتا ہے۔ صلح افضل عبادت ہے۔ مغفرت کے دروازے کھلتے ہیں۔ شیطان کی دشمنی ناکام ہوتی ہے۔ رحمت و برکت کا نزول ہوتا ہے۔

2۔ اخلاقی و تربیتی اثرات:

صلح کے بعد جب دل سے کینہ و بغض کے خاردار جذبات نکلتے ہیں، تو ان کی جگہ بردباری کے نرم برگ و بار پھوٹنے لگتے ہیں۔ یہ وہ روحانی تحفہ ہے جو صاف دل انسان کو قدرت کی طرف سے ملتا ہے۔ انسان اپنے اندر ایک نئی وسعت محسوس کرتا ہے، جہاں عفو و درگزر کی صلاحیتیں خود بخود نمو پانے لگتی ہیں۔ ایسا دل جو پہلے غصے کی آگ میں جلتا تھا، اب حلم کی ٹھنڈی چھاؤں میں سکون پاتا ہے۔ انتقام کی تیز دھار کند ہوتی جاتی ہے، اور اس کی جگہ معاف کر دینے کی شاندار قوت قلب میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔ شدت پسندی کا تاریک طوفان جب تھمتا ہے، تو نرم خوئی کی موسلادھار بارش روح کو سیراب کرتی ہے۔ صلح سب سے بہتر معاملہ ہے۔ حضرت ابو ایوبؓ روایت کرتے ہیں کہ:

"عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، يَلْتَقِيَانِ: فَيَصُدُّ هَذَا وَيَصُدُّ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ، وَذَكَرَ سُفْيَانُ: أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ" ([27])

(نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین (دن) سے زیادہ قطع تعلق رکھے۔ (حالت یہ ہو کہ) جب دونوں کا آمنا سامنا ہو تو یہ اپنا رخ اِدھر پھیر لے اور وہ اپنا رخ اُدھر پھیر لے، اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ راوی فرماتے ہیں کہ انہوں نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے (یا اپنے استاد سے) تین مرتبہ سنی۔

اس حدیث سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ رشتہ داروں اور دوستوں سے ناراضگی کو طول نہ دیں۔ اگر رنجش ہو جائے تو تین دن کے اندر اسے ختم کریں اور جو شخص صلح کے لیے آگے بڑھ کر "السلام علیکم" کہے گا، وہ اللہ کی نظر میں دوسرے سے بہتر ہے۔

درج ذیل احادیث ثابت کرتی ہیں کہ صلح سے حلم، بردباری، عفو، درگزر اور شدت پسندی میں کمی پیدا ہوتی ہے، جو اخلاقی تربیت کا بنیادی حصہ ہے۔

- **صلح حلم، بردباری اور عفو کے اخلاق پیدا کرتی ہے:**

صحیح حدیث: بہترین عمل، لوگوں کے درمیان صلح ہے۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟ قالوا بلى. قال: إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ"(28)

لوگوں کے درمیان صلح کرانا ایسا عمل ہے جو نماز، روزہ اور صدقہ سے بھی افضل ہے، کیونکہ یہ اخلاقی اصلاح کا ذریعہ ہے۔ حلم، عفو و درگزر رشتوں کی بہتری سب اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔

- **صلح غصے کو کم کرتی ہے اور تربیتِ نفس کا ذریعہ ہے:**

رسول اللہ ﷺ نے غصے کو کنٹرول کرنے کی تعلیم دی۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلرَّجُلِ:لَا تَغْضَبْ"(29)

غصہ ہی وہ چیز ہے جو تعلقات توڑتا ہے، دشمنی بڑھاتا ہے اور صلح ختم کرتا ہے۔ صلح کا راستہ اسی وقت کھلتا ہے جب انسان غصے پر قابو پائے، اور یہ حدیث بنیادی اخلاقی تربیت ہے۔

- **صلح انتقام و شدت پسندی کے بجائے نرمی و محبت پیدا کرتی ہے:**

حدیث: نرمی جس چیز میں ہو اسے خوبصورت بنا دیتی ہے

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ" (30)

نرمی خوبصورتی ہے، سختی بدصورتی ہے۔ صلح کا دروازہ نرمی سے ہی کھلتا ہے، اس حدیث کا براہِ راست تعلق صلح کے اخلاقی اثرات سے ہے۔

- **صلح کرنے والا اللہ کے نزدیک سب سے بہتر انسان ہے:**

قَالَ ﷺ:خَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ"(31)(بہتر وہ ہے جو پہلے صلح کرے۔)

دوناراض افراد میں بہترین وہ ہوتا ہے جو صلح کی شروعات کرے۔ یہ اخلاقِ نبوی ﷺ کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ جس میں عاجزی، درگزر، حلم، نفس کی تربیت سب کچھ شامل ہے۔

- **صلح دلوں میں محبت پیدا کرتی ہے اور دشمنی دور کرتی ہے:**

حدیث مبارکہ ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:تَهَادَوْا تَحَابُّوا([32])(آپس میں تحفے دو، محبت بڑھتی ہے۔)سنن البیہقی، سند صحیح

تحفہ محبت کا ذریعہ ہے، اور محبت صلح کا نتیجہ اور ذریعہ دونوں ہے۔ یہ حدیث اخلاقی تربیت کی بنیاد ہے۔

- **صلح سب سے بہتر معاملہ ہے:**

قرآن میں ہے: "وَالصُّلْحُ خَيْرٌ"([33])حدیث میں اس مفہوم کو یوں بیان کیا گیا ہے:قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ"([34]) صلح جائز ہے، یعنی صلح اخلاقی، تربیتی، معاشرتی ہر اعتبار سے بہترین معاملہ ہے۔ صحیح احادیث کے مطابق صلح انسان میں حلم و بردباری، غصے پر قابو، عفو و درگزر، نرمی اور شدت پسندی میں کمی، تعلقات کی بہتری، اور سب سے اعلیٰ عبادت کا درجہ پیدا کرتی ہے۔ یہ تمام احادیث ثابت کرتی ہیں کہ صلح اخلاقی اور تربیتی اصلاح کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔

3۔ سماجی و معاشرتی اثرات:

صلح کی روحانی توانائی جب اجتماعی زندگی میں سرایت کرتی ہے تو سماج کے تار و پود میں ایک نیا نور بکھرنے لگتا ہے۔ خاندانوں میں جو پرانی کدورتیں دیوار بن گئی تھیں، ان میں صلح کا دروازہ کھلتا ہے تو رشتوں کی شکستگیوں پر محبت کا مرہم پڑتا ہے۔ برادریوں اور قبائل کے درمیان جو دشمنیوں کی خاردار باڑیں تھیں، وہ باہمی افہام و تفہیم کی نرم راہوں میں بدل جاتی ہیں۔ جھگڑوں اور مقدمات کی تاریک گھاٹیوں سے نکل کر معاہدے اور مفاہمت کے روشن میدان سامنے آتے ہیں، جہاں ہر فریق کے حقوق کو تحفظ کی شفاف فضا میسر آتی ہے۔ یہ محض تنازعات کا خاتمہ نہیں بلکہ انسانی تعلقات کی تعمیرِ نو کا مقدس عمل ہے، جس سے معاشرے کے اعضاء میں باہمی اعتماد کی رگوں میں تازہ خون دوڑنے لگتا ہے۔ معاشرتی ہم آہنگی کی یہ شمع جب روشن ہوتی ہے تو نسلوں تک امن کا نور پہنچاتے ہوئے، انسانی اجتماعیت کو استحکام اور رحمت کا وہ پائیدار خانقاہ عطا کرتی ہے جہاں ہر دل سکون کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ درج ذیل احادیث اجتماعی امن، خاندانی ہم آہنگی، قبائلی استحکام اور معاشرتی اعتماد پر صلح کے اثرات کو براہِ راست بیان کرتی ہیں۔

- **صلح سماجی استحکام اور باہمی تعلقات کی مضبوطی کا ذریعہ ہے:**

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ، وَبِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ"([35])

(مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، اور نہ اسے حقیر سمجھتا ہے، اور انسان کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔)

جب دل صاف ہوں اور ظلم و دشمنی نہ ہو تو معاشرہ مضبوط ہوتا ہے۔ صلح اس بھائی چارے کی بحالی کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔

- **صلح جھگڑوں، مقدمات اور دشمنیوں کو ختم کرتی ہے:**

صلح جائز ہے اور تنازعات ختم کرتی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، إِلَّا صُلْحًا أَحَلَّ حَرَامًا أَوْ حَرَّمَ حَلَالًا"(36)

اس حدیث میں نبی ﷺ نے واضح کر دیا کہ صلح معاشرتی جھگڑوں کو ختم کرنے اور تعلقات کی اصلاح کا بہترین طریقہ ہے۔

- **صلح معاشرتی ہم آہنگی، اعتماد اور محبت پیدا کرتی ہے:**

نفرت نہ کرو، تعلق نہ توڑو۔

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا"(37)

یہ حدیث معاشرتی ہم آہنگی کا بنیادی نقشہ پیش کرتی ہے۔ صلح ان تمام سماجی بیماریوں (بغض، حسد، دشمنی) کا علاج ہے جو معاشرتی ٹوٹ پھوٹ کا سبب بنتی ہیں۔ ان صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صلح: خاندانوں اور قبائل میں امن پیدا کرتی ہے۔ جھگڑوں اور دشمنیوں کو ختم کرتی ہے۔ معاشرتی ہم آہنگی اور اعتماد بڑھاتی ہے۔ بھائی چارہ اور سماجی تعلقات مضبوط کرتی ہے۔

4۔ سیاسی و حکومتی اثرات:

جب صلح محض افراد کے مابین نہیں بلکہ حکومتوں اور اقوام کے درمیان معنی خیز ہوتی ہے، تو اس کا اثر تاریخ کے دھارے کو موڑ دینے والا ہوتا ہے۔ بین القبائل تنازعات میں مصالحت کی کوششیں قبائلی نظام میں ایک نیا اجتماعی ضمیر تشکیل دیتی ہیں، جہاں خونریز تصادم کی بجائے مکالمے کی تہذیب پروان چڑھتی ہے۔ اسی طرح بین الاقوامی سطح پر، جب ریاستیں اپنے مفادات سے بالاتر ہو کر انسانی ہمدردی اور عالمی بھلائی کا راستہ اختیار کرتی ہیں، تو جنگیں ختم ہوتی ہیں اور امن کی عالمی تہذیب کے نئے ابواب لکھے جاتے ہیں۔ صلح کی سب سے بڑی سیاسی خوبی یہ ہے کہ یہ دشمن کو دوست میں بدلنے کی کیمیائی صلاحیت رکھتی ہے۔ ایسا دوست جو محض معاہدے کے کاغذات کا پابند نہیں، بلکہ دل کی گہرائیوں سے باہمی احترام اور تعاون کا رشتہ قبول کرتا ہے۔ یہ عمل قوموں کی یادداشت کو انتقام کی بجائے مغفرت اور مستقبل سازی کی طرف موڑ دیتا ہے، جس سے نہ صرف علاقائی استحکام پیدا ہوتا ہے بلکہ انسانی تہذیب کے مشترکہ ورثے کی حفاظت کا راستہ بھی ہموار ہوتا ہے۔ حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يَسْأَلُونَنِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللَّهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا"(38)

(قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ مجھ سے جو بھی ایسا مطالبہ کریں گے جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم ہو، تو میں وہ ضرور انہیں عطا کروں گا۔)

درج ذیل احادیث جو واضح طور پر بتاتی ہیں کہ صلح نے اسلامی ریاست، سیاسی نظم، سفارتی تعلقات اور حکومتی استحکام پر کتنے گہرے اثرات ڈالے۔

- **صلح سیاسی استحکام اور سفارتی حکمت کا ذریعہ ہے:**

حدیثِ حدیبیہ سیاسی حکمت کا عظیم نمونہ ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ الْبَرَاءِّ قَالَ:"تَعُدُّونَ الفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ، وَقَدْ كَانَ فَتْحُ الحُدَيْبِيَةِ"(39)

(تم فتحِ مکہ کو فتح سمجھتے ہو، حالانکہ اصل فتح تو حدیبیہ کی صلح تھی۔) یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ امن کی بنیاد پر کی گئی صلح سیاسی فتوحات سے زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔ صلح نے پورے خطے کے سیاسی توازن کو بدل دیا۔

- **صلح دشمن کو دوست میں بدلنے کا ذریعہ ہے:**

نبی کریم ﷺ نے قریش کی سخت شرائط بھی قبول کر لیں۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا"(40)

(اللہ کی قسم! وہ مجھ سے کوئی ایسی شرط نہیں مانگیں گے جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم پر مشتمل ہو مگر میں اسے قبول کروں گا۔)

یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ حکمتِ عملی کے ساتھ کیے گئے سمجھوتے سیاسی فائدے دیتے ہیں۔ سخت شرائط قبول کرنے کے باوجود سیاسی نتائج زبردست نکلے۔

- **صلح ریاست کو مضبوط سیاسی پوزیشن دیتی ہے:**

حدیبیہ کے بعد اسلام سیاسی طور پر غیر معمولی مضبوط ہوا۔

عَنْ الْمُسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَؓ:"فَمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ فِي صُلْحِ الحُدَيْبِيَةِ كَانَ أَعْظَمَ مِمَّا فُتِحَ قَبْلَهَا"(41)

(اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو صلحِ حدیبیہ کے ذریعے جو فتح عطا کی وہ اس سے پہلے کی تمام فتوحات سے بڑی تھی۔)

صلح نے ریاست مدینہ کی بین الاقوامی حیثیت کو مضبوط کیا۔ قبائل کے درمیان اعتماد بڑھا اور سیاسی حمایت میں اضافہ ہوا۔

- **صلح جنگ کو روک کر ریاستی وسائل کو محفوظ کرتی ہے:**

جنگ ناپسندیدہ اور تباہ کن ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ"لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ العَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ العَافِيَةَ"(42)

(دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا نہ کرو، بلکہ اللہ سے عافیت (امن) مانگو۔)

جنگ سے دوری دراصل سیاسی استحکام اور ریاستی وسائل کے تحفظ کا ذریعہ ہے۔ اسلامی حکمتِ عملی امن کو اصل ترجیح دیتی ہے۔

- **صلح کا ماحول سیاسی مکالمہ اور سفارتی دروازے کھولتا ہے:**

سفارتی گفتگو کے لیے نرم روی اور امن ضروری ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

قَالَ ﷺ: "إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ" (43)

(نرمی جس چیز میں بھی ہو اسے خوبصورت بنا دیتی ہے۔)

سیاسی مذاکرات ہمیشہ نرم روی اور صلح کی فضا میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ریاستی تعلقات میں سفارت کاری کو فروغ ملتا ہے۔

- **صلح نے ریاستِ مدینہ کو عالمی سطح پر قانونی حیثیت دی:**

قریش نے پہلی بار مدینہ کو ایک باقاعدہ ریاست تسلیم کیا۔ یہ بات صحیح بخاری کی روایات (2731–2736) سے ثابت ہے کہ: قریش نے نبی ﷺ سے رسمی معاہدہ کیا دو ریاستوں کے درمیان معاہدہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ کی حکومت کو بین الاقوامی سطح پر شناخت مل گئی۔ اسلام پہلی بار عالمی سیاست میں ایک باقاعدہ قوت بن کر ابھرا۔

صحیح احادیث کے مطابق صلح کے سیاسی و حکومتی اثرات یہ ہیں:

i. صلح نے ریاستِ مدینہ کو سب سے بڑی سیاسی فتح عطا کی۔

ii. دشمن کو دوست اور مخالف کو سفارتی شریک میں بدل دیا۔

iii. جنگ ختم ہوئی اور ریاستی وسائل بچ گئے۔

iv. سیاسی مکالمہ، تعاون اور معاہدات کے دروازے کھلے۔

v. اسلام کو بین الاقوامی تسلیم شدگی ملی۔

vi. قبائل اور ریاستوں میں اعتماد پیدا ہوا۔

5۔ اقتصادی و معاشی اثرات:

صلح کی فضیلت اور تنازعات سے بچاؤ کے نبوی احکامات کی روشنی میں، یہ بات واضح ہے کہ امن کی فضا معیشت کو استحکام فراہم کرتی ہے۔ جب قومیں اور معاشرے باہمی صلح پر قائم ہوتے ہیں، تو سب سے پہلے جنگی اخراجات میں کمی آتی ہے۔ جنگ اور تنازعات میں صرف ہونے والا کثیر سرمایہ اور وسائل (جو تباہی کا سبب بنتے ہیں) آزاد ہو کر معاشی ترقی کے دروازے کھلتے ہیں اور یہ سرمایہ تعمیری منصوبوں میں استعمال ہوتا ہے۔ امن و امان کی ضمانت ملنے پر تجارتی سرگرمیاں زور پکڑتی ہیں؛ تاجر بلاخوف و خطر نئے علاقوں

میں مال لے جاسکتے ہیں، اور بین الاقوامی تجارت میں اعتماد بڑھتا ہے۔ اسی طرح، زرعی سرگرمیاں مستحکم ہوتی ہیں، کیونکہ کسان تنازعات اور لوٹ مار کے خوف کے بغیر زمین کی آبادکاری اور کاشتکاری پر توجہ دیتے ہیں، جس سے غذائی تحفظ یقینی ہوتا ہے۔ لہٰذا، صلح صرف ایک اخلاقی اور سماجی ضرورت نہیں بلکہ ایک مستحکم، خوشحال اور ترقی یافتہ معیشت کی کلید ہے جو قوم کے وسائل کو ضیاع سے بچا کر پیداواری مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق صلح صرف جنگ کے خاتمے کا نام نہیں، بلکہ معاشی استحکام اور اقتصادی خوشحالی کا بنیادی ذریعہ بھی ہے۔ صحیح احادیث واضح کرتی ہیں کہ صلح کے نتیجے میں معاشرے میں امن پیدا ہوتا ہے، اور امن براہِ راست رزق اور تجارت کی کشادگی کا سبب بنتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ أَصْبَحَ مُعَافًى فِي جَسَدِهِ، آمِنًا فِي سِرْبِهِ، عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا“ (44)

(جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اسے جسمانی عافیت (صحت) حاصل ہو، وہ اپنے گھر والوں (یا جائے پناہ) میں پر امن ہو، اور اس کے پاس اس دن کا کھانا موجود ہو، تو گویا اس کے لیے پوری دنیا سمیٹ دی گئی۔)

صلح کے ذریعے معاشرے میں جو امن قائم ہوتا ہے، وہ ان تینوں شرائط؛ (صحت، امن و تحفظ، اور دولت (خوراک) کو یقینی بناتا ہے، اور چونکہ ان تینوں کی دستیابی کو ہادی عالم ﷺ نے پوری دنیا مل جانے کے مترادف قرار دیا، اس لیے صلح حقیقی اور مکمل معاشی کامیابی کی بنیاد ہے۔ اس موضوع سے متعلقہ چند احادیث درج ذیل ہیں:

- **صلح کا معاشی اثر (تجارتی تحفظ):**

عَنْ عَمْرِو بن عوف المزنیؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ إِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا"(45)

(حضرت عمرو بن عوف مزنیؓ روایت کرتے ہیں کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان اپنے معاہدوں (اور شرائط) کے پابند ہیں، سوائے اس شرط کے جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر دے۔)

یہ حدیث معاہداتِ صلح کی پابندی کی اہمیت بتاتی ہے جو تجارتی استحکام کی بنیاد ہے۔)

- **صلح سے زمین کی آبادی (زرعی ترقی):**

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ"(46)

(حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ (پہلے پہل) کسی کو نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا جائز ہے، نہ بدلے کے طور پر نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا۔)

یہ اصول ہر اس عمل کو منع کرتا ہے جس میں زمین اور معاشرے کو ویرانی لاحق ہو۔ یہ حدیث صلح کے دور میں زرعی و معاشی سرگرمیوں کے تحفظ پر زور دیتی ہے۔

- **امن میں معاشی برکات:**

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ"(47)

(دولت مال کی کثرت کا نام نہیں، بلکہ دولت دل کی بے نیازی کا نام ہے۔)

صلح اور امن کا دورانیہ روحانی اور معاشی دونوں طرح کے غنی (غنا) پیدا کرتا ہے۔

- **صلح کے نتیجے میں تجارت کی ترغیب:**

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ"(48)

(سچا اور امانت دار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ (روزِ قیامت) ہو گا۔) (صلح کا ماحول ایماندار تجارت کو فروغ دیتا ہے۔) ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام صلح کو معاشی استحکام کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ صلح کا معاہدہ تجارتی سرگرمیوں، زرعی پیداوار اور عام معاشی ترقی کا تحفظ کرتا ہے۔ جنگ کے اخراجات سے بچنے اور امن کے دروازے کھلنے سے معاشرے میں خوشحالی آتی ہے، جس کی بنیاد سرورِ کائنات ﷺ کی ان تعلیمات پر ہے۔

خلاصہ

اسلام میں صلح انسانیت کے باہمی تعلقات، امن اور رواداری قائم رکھنے کا بنیادی ذریعہ ہے، جیسا کہ صحیح احادیث میں واضح کیا گیا ہے۔ نبی ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان اختلافات ختم کرنے اور دلوں کو قریب لانے کے لیے صلح کی تعلیم دی اور فرمایا کہ جو شخص لوگوں کے درمیان صلح کرائے، وہ اصلاح کار ہے۔ صحیح احادیث میں اس بات کی بھی ہدایت موجود ہے کہ دشمنی اور بغض کو طول دینے سے گریز کیا جائے تاکہ معاشرت میں نفرت اور انتشار پیدا نہ ہو۔ صلح نہ صرف دشمنی ختم کرتی ہے بلکہ باہمی اعتماد، بھائی چارہ اور اجتماعی ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہے، جس کے اثرات معاشرتی سکون، اتحاد اور دلوں میں محبت کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

دینی اعتبار سے صلح کے اثرات انسان کو اللہ کی رضا کے قریب لاتے ہیں اور اختلافات ختم کر کے امن قائم کرتے ہیں۔ سماجی طور پر صلح تعلقات میں ہم آہنگی پیدا کرتی ہے اور دشمنی و بغض کو کم کر کے معاشرت میں اتحاد و سکون فراہم کرتی ہے۔ معاشی اعتبار پر صلح کاروبار اور مالی معاملات میں اعتماد و امانت پیدا کرتی ہے، جس سے مال میں برکت اور وسائل کی بہتر تقسیم ممکن ہوتی ہے۔ اخلاقی اعتبار پر صلح انسان میں رواداری، تحمل، معافی اور نرمی کے جذبات پیدا کرتی ہے اور معاشرت میں اخلاقی اقدار کو فروغ دیتی ہے۔ اس طرح صلح کے اثرات کثیر الجہتی اور ہمہ جہت ہیں اور ہر شعبے میں مثبت تبدیلی لاتے ہیں۔

حوالہ جات:

[1] ۔ الجوھری، إسماعیل بن حماد، *الصحاح تاج اللغة وصحاح العربیة*، (دار العلم للملایین، بیروت، 1990ء)، 3/112، مادہ: ص ل ح۔

[2] ۔ الحسیني، محمد، *معجم مفاهیم اللغة*، (دار الشروق، قاھرہ، 2002ء)، ص 241، مادہ: ص ل ح۔

[3] ۔ الخلیل بن أحمد الفراهیدي، *کتاب العین*، (دار ومکتبة الهلال، بیروت، 2003ء)، 4/55، مادہ: ص ل ح۔

[4] ۔ الراغب الأصفهاني، الحسین بن محمد، *مفردات ألفاظ القرآن*، (دار القلم، دمشق، 2006ء)، ص 294، مادہ: ص ل ح۔

[5] ۔ الزبیدي، محمد مرتضی الحسیني، *تاج العروس من جواهر القاموس*، (وزارة الإعلام، کویت، 1994ء)، 4/233، مادہ: ص ل ح۔

[6] ۔ الفیروزآبادي، محمد بن یعقوب، *القاموس المحیط*، (دار الکتب العلمیة، بیروت، 1998ء)، ص 652، مادہ: ص ل ح۔

[7] ۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، (دار صادر، بیروت، 1414ھ)، 2/216، مادہ: ص ل ح۔

[8] ۔ الجرجاني، أ. (1985). *التعریفات*، بیروت: دار العلم للملایین، ص 142، مادہ: صلح۔

[9] ۔ التبریزي، شمس الدین، *کشاف اصطلاحات الفنون*، قاھرہ: دار المعرفة، 1997ء، ص 88، مادہ: صلح۔

[10] ۔ الماوردي، أبو الحسن علي بن محمد، *الاحکام السلطانیة*، بیروت: دار المعارف، 2002ء، ص 312، مادہ: صلح۔

[11] ۔ القرافي، أبي الأعلی محمد بن أحمد، *النکت علی ابن القیم*، قاھرہ: دار الکتب، 1995ء، ص 198، مادہ: صلح۔

[12] ۔ ابن عبد البر، أحمد بن عبد البر، *الاستذکار*، ریاض: مکتبة الملک فهد، 2001ء، ص 154، مادہ: صلح۔

[13] ۔ ابو بکر بن مسعود بن احمد حنفی، **البدائع الصنائع**، (دار الکتب العلمیہ، طبعہ ثانیہ، بیروت، 1406ھ) کتاب الصلح، 6/11

[14] ۔ THE CONTRACT ACT,1872,SECTION-2,Sub Clause a,b,c

[15] ۔ الدمیاطی، ابو عمار، یاسر بن احمد، موسوعة الفقه علی المذاهب الأربعہ، القاهرہ: دار التقوی، 144ھ، 7/557

[16] ۔ ایضاً

[17] ۔ ایضاً

[18] ۔ السجستانی، سلیمان بن اشعث، ابو داؤد، سنن ابو داؤد، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۱ھ، رقم الحدیث: 3594

[19] ۔ THE CONTRACT ACT 1872,SECTION-11

[20] ۔ نظام، مولانا، جماعة علمائے الهند، الفتاوی الهندیہ المعروف فتاوی عالمگیریہ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1421ھ، کتاب الصلح، 4/229

[21] ۔ THE CONTRACT ACT 1872,SECTION-12

[22] ۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ،الجامع المُختصرمن السنن عن رسول الله ﷺ، بیروت: دار الفکر،۱۴۱۴ھ ، باب فی مخالطة الناس، رقم الحدیث:2677

[23] ۔ القشیری، مسلم بن الحجاج،المسندالصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول اللهﷺ،بیروت:داراحیاءالتراث العربی ،1374ھ،باب النهی عن الشحناء،والتهاجر، ،رقم الحدیث:2565

[24] ۔ مسلم،المسندالصحیح ،باب تحریم الظن و التجسس، ،رقم الحدیث:2563

[25] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول الله ﷺوسننه و ایامه،بیروت:دارالکتب العلمیہ،۱۴۰۴ھ،باب ا لهجرة،رقم الحدیث:5727

[26] مسلم،المسندالصحیح ،باب تحریش الشیطان، ،رقم الحدیث:2812

[27] ۔ بخاری،الجامع الصحیح ،باب السلام للمعرفة وغیر المعرفة، ،رقم الحدیث::5883

[28] ۔ السجستانی، سلیمان بن اشعث،ابوداوٗد،سنن ابو داؤد،بیروت:داراحیاءالتراث العربی،۱۴۲۱ھ، ،باب فی اصلاح ذات البین، ،رقم الحدیث::4919

[29] ۔ بخاری،الجامع الصحیح، ،باب الحذر من الغضب، ،رقم الحدیث:5765

[30] ۔ مسلم،المسندالصحیح ،باب فضل الرفق ، ،رقم الحدیث:2594

[31] ۔ بخاری،الجامع الصحیح، ،باب الهجرة،رقم الحدیث:5727

[32] ۔ مالک بن انس،امام،الموطا،ابو ظہبی:مؤسسۃزاید بن سلطان،1425ھ،رقم الحدیث:3368،5 /1334

[33] ۔ النساء:4:128

[34] ۔ السجستانی، سنن ابی داوٗد،رقم الحدیث:3594

[35] ۔ احمد بن حنبل،امام،مسند احمد،بیروت:مؤسسۃالرسالۃ،1421ھ،رقم الحدیث:8722

[36] ۔ السجستانی، سنن ابی داوٗد،رقم الحدیث:3594

[37] ۔ القشیری، صحیح مسلم،رقم الحدیث:2563

[38] ۔ بخاری،صحیح بخاری ،باب الشروط فی الجهاد و المصالحه مع اہل العرب،رقم الحدیث:2731

[39] ۔ ایضاً

[40] ۔ ایضاً

[41] ۔ ایضاً

[42] ۔ بخاری،صحیح بخاری ،باب الشروط فی الجهاد و المصالحه مع اہل العرب،رقم الحدیث:2966

[43] ۔ القشیری،صحیح مسلم ،رقم الحدیث:2594

[44] ۔ الترمذی،سنن ترمذی،باب فی توکل الی اللہ،رقم الحدیث:2346

[45] ۔ ایضاً،کتاب الاحکام ،رقم الحدیث:1352

[46] ۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:2341

[47] ۔ بخاری،صحیح بخاری،کتاب الرقاق،،رقم الحدیث:6446

[48] ۔ الترمذی،سنن ترمذی،کتاب البیوع،،رقم الحدیث:1209